عُسر کے بعد یُسر نصیب ہوتا ہے۔
وہ رستے تلاش کریں جس سے خدا کا پیار حاصل ہو۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ رمئی ۱۹۹۰ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت کیں:

فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ۙ﴿۶﴾ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ﴿۸﴾ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ﴿۹﴾ (الم نشرح: ۶ تا ۹)

پھر فرمایا:

یہ آیات کریمہ جو میں نے تلاوت کی ہیں، ان میں بہت سے دائمی، غیر مبدل اصول بیان فرمائے گئے ہیں اور بعض ایسے قوانین قدرت کا بھی ذکر ہے جن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اسی طرح قوموں کی زندگی اور موت، ترقی اور زوال کے اسباب کی طرف بھی ان مختصر آیات میں اشارہ ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو بڑے بڑے منصوبے بناتے ہیں اور بعض انتظامات چلاتے ہیں، ان کے لئے بھی اس میں ایک گہری نصیحت ہے۔

ان آیات کا ترجمہ اگرچہ بالکل سادہ اور واضح ہے مگر پھر بھی ممکن ہے کہ بعض دوست آپ میں سے نہ جانتے ہوں اس لئے میں سادہ الفاظ میں ان کا ترجمہ کرتا ہوں۔ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا یقیناً تنگی کے ساتھ آسائش بھی ہے۔ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا یقیناً تنگی کے ساتھ آسائش بھی ہے یا محنت اور مشقت کے ساتھ آسائش بھی ہے۔

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ پس جب تو فارغ ہو جائے تو خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے کھڑا ہو جایا کر۔ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ پھر اپنے رب کی طرف ہی رغبت کر۔ ان آیات پر میں نے پاکستان میں بعض خطبات میں روشنی ڈالی تھی۔ ان تمام باتوں کو دہرانا آج مقصود نہیں ہے بلکہ ایک دو زائد باتوں کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

ایک بات تو یہ ہے کہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ میں ایک مضمون میں پہلے بیان کر چکا ہوں وہ یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کے لئے خدا تعالیٰ کے ذکر میں اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں تکلیف نہیں تھی بلکہ راحت تھی اور دنیا کے کاموں میں یا دین کے وہ کام جو براہ راست عبادت سے تعلق نہیں رکھتے اور دوسری مصروفیات میں انسان کو الجھائے رکھتے ہیں ان کاموں میں وہ لذت نہیں تھی جو لذت عبادت میں تھی۔ تو جس طرح عُسر کا یُسر سے مقابلہ ہوتا ہے، عُسر اگر محنت اور مشقت اور تنگی کو کہتے ہیں تو یُسر آسائش کو، آرام کو، سکینت کو کہتے ہیں۔ تو آنحضرت ﷺ کے لئے دن کے کاموں میں ہر چند کہ وہ دین کے ہی کام تھے اور خدا کی عبادت میں وہی نسبت تھی جو عسر کو یسر سے ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ جب تو دین کے کاموں سے جو دن کو درپیش ہوتے ہیں لیکن براہ راست عبادت سے تعلق نہیں رکھتے، ان سے فارغ ہو جایا کرے تو پھر اپنی مرضی سے تیرا حق ہے کہ کچھ آرام بھی کر لے اور وہ آرام یہ ہے کہ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ اپنے رب کی طرف رغبت کر اور خدا کی یاد سے لذت پا۔ یہ وہ مقام ہے جو ابتداء میں نصیب ہونا تو درکنار انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا کیونکہ بہت سے عبادت کرنیوالوں کے لئے ''نصب'' کا مقام تو رہتا ہے۔ ''نصب'' کی منزل پہ آ کر وہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور ''رغبت'' کی منزل ان کو نصیب نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ بڑی الجھنوں کا شکار رہتے ہیں۔ وہ کہتے چلے جاتے ہیں کہ ہم نے تو عبادت کی ہمیں مزا نہیں آیا۔ اس مزے سے پہلے وہ اندرونی نفسیاتی رجحان پیدا کرنا ضروری ہے جو محبت کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ جب تک عبادت کے اندر محبت کی روح نہ پائی جائے اس وقت تک نہ ''رغبت'' کا مضمون سمجھ آ سکتا ہے نہ ''رغبت'' نصیب ہو سکتی ہے۔ پس اس آیت کریمہ میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، معانی کے سمندر ہیں اور بہت سی نصیحتیں ہیں، بہت سے قوانین قدرت کے راز ہیں جن سے پردے اٹھائے گئے ہیں۔

فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ۙ﴿۶﴾ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا کو اگر سائنسی زبان میں آپ ڈھالنے کی کوشش کریں تو سائنس کا یہ مشہور محاورہ کہ:

Output is never greater than input. ہے کہ جو Output ہے وہ Input سے زیادہ کبھی نہیں ہوسکتی اور اس کا لازمی انحصار Input پر ہے۔ Input انرجی Feed کرنے کا نام ہے۔ کسی کام کو حاصل کرنے کے لئے آپ جو قوت خرچ کرتے ہیں اس کو Input کہتے ہیں اور اس کام کے نتیجے کو Output کہتے ہیں۔ تو سائنس کے اس سادہ سے فقرے میں بہت گہرا قانون قدرت کا ایک راز بیان ہوا ہے۔ جس سے مغربی قوموں نے بے انتہا فائدے اٹھائے ہیں۔ گھر بیٹھے جنتر منتر سے کچھ نصیب نہیں ہوگا یہ پیغام ہے۔ جو کچھ تمہیں نصیب ہوتا ہے تمہاری محنت سے نصیب ہوتا ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو نصیب ہوتا ہے وہ محنت کے مقابل پر کم ہوتا ہے یہ قانون ہے ناس قانون کو جب ہم مذہبی رنگ میں سمجھتے ہیں تو بالکل ایک نیا مضمون پیدا ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم بتاتا ہے کہ Input کے سوا تمہیں راحت نصیب نہیں ہوسکتی لیکن خدا کی راہ میں تم جتنی Input کرتے ہو اس سے بہت زیادہ راحت نصیب ہوگی۔ یہاں سائنس کا وہ ابتدائی قانون صرف عمل پیرا نہیں رہتا بلکہ ایک قدم اور آگے یہ مضمون بڑھ جاتا ہے وَاَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (النجم:۴۰) تو اپنی جگہ قائم ہے، کسی انسان کو بغیر محنت کے نہیں ملے گا۔ مگر جب Input خدا کے لئے کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا حصہ بیچ میں ڈال دیتا ہے اور اس کے نتیجے میں پھر فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ﴿۸﴾ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔ جب تو خدا کی راہ میں محنت کرے گا تو پھر رغبتوں کا لامتناہی سلسلہ ہے۔ ایک ایسا سلسلہ ہے جو نہ ختم ہونے والا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں جس کے لئے وہ جتنا چاہے بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

پس حقیقت میں دنیا کے قوانین پر ہی قدم رکھتے ہوئے روحانیت کے قوانین تک رسائی ہوتی ہے۔ یہ خیال کر لینا کہ ہم دنیاوی قانون سے بالا ہیں یہ درست نہیں ہے۔ پہلے مادی قوانین جو قدرت کے قوانین ہیں اور خدا ہی نے بنائے ہیں ان پر عمل کرنا سیکھیں، ان کی حقیقتوں کو سمجھیں، ان حقیقتوں کو سمجھ کر ان کے مطابق اپنے زندگی کے منصوبے ڈھالیں اور محنتیں کریں۔ پھر یاد رکھیں کہ آپ اس مقام پر فائز ہو چکے ہیں جہاں اب دین میں آپ جب وہی راہ اختیار کریں گے تو ایک بالائی منزل تعمیر ہوگی اور وہ قانون

قدرت ان نتائج کے مقابل پر کوتاہ رہ جائے گا جو آپ کو نصیب ہوں گے۔قوانین قدرت تو یہ بتاتے ہیں کہ آپ کی محنت کا زیادہ سے زیادہ برابر نتیجہ نکل سکتا ہے۔لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جہاں تک ہم نے ملاحظہ کیا ہے محنت کا برابر نتیجہ بھی نہیں نکلا کرتا۔کیونکہ محنت میں کچھ حصہ ضیاع کا ہو جاتا ہے۔کچھ چیزیں ضائع ہو جاتی ہیں۔مثلاً جب آپ موٹر میں پٹرول ڈالتے ہیں تو اگر چہ اس کی طاقت کا ایک بڑا حصہ پہیوں کو چلانے میں کام آتا ہے اور دیگر بجلی کے کل پرزوں کو چلانے میں کام آتا ہے۔لیکن فریکشن (Friction) کے نتیجے میں اور کچھ مشین کی خرابی کے نتیجے میں مشین میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ تمام طاقت کو وہاں منتقل کر سکے جہاں منتقل کرنا مقصود تھا ایک حصہ اس کا ضائع چلا جاتا ہے۔اسی لئے آپ اگر سائنسی محاوروں سے واقف ہوں تو آپ مشینوں کے متعلق یہ بھی لکھا ہوا پائیں گے کہ اس کی Efficiency ستر فیصدی ہے۔اسی فیصدی ہے،نوے فیصدی ہے،آج تک کوئی کار ایسی ایجاد نہیں ہوئی،کوئی بھی مشین دنیا میں ایسی ایجاد نہیں ہوئی جو سو فیصدی امانت کے ساتھ آپ کی طاقت کا پھل آپ کو عطا کردے۔پس وہ جو درمیان میں Friction ہے وہ دراصل مشین کی خیانت ہے۔وہ کچھ حصہ اپنے لئے رکھ لیتی ہے کچھ ضائع کر دیتی ہے۔پس اس میں ہمیں ایک اور نکتہ بھی ہاتھ آیا کہ جتنا خدا کی راہ میں کوئی امین ہوگا اتنا ہی اس کی محنتوں کو بہتر پھل لگیں گے اور جتنا امانت میں خیانت کرنے والا ہوگا اتنا ہی اس کی محنت کے پھلوں میں کمی آتی چلی جائے گی۔اب بظاہر دو عبادت کرنے والے ایک رات جاگ کر خدا کی راہ میں کھڑے رہتے ہیں۔''لیلۃ القدر'' میں یعنی ''لیلۃ القدر'' کی رات سمجھتے ہوئے ۲۷؍ رمضان کو مثلاً بعض ایسے لوگ بھی عبادت کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں جن کو عام وقتوں میں پانچ وقت نمازوں کی بھی توفیق نہیں ہوتی لیکن بہر حال ایک جذبہ ہے۔وہ سمجھتے ہیں کہ شاید اس گھڑی کا کوئی ایسا لمحہ ہمیں نصیب ہو جائے کہ ہماری زندگی کی ساری کوتاہیاں دھل جائیں اور اللہ تعالیٰ مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ہمیں دونوں جہان کی نعمتوں سے نوازے۔اس نیک تمنا پہ تو کوئی اعتراض نہیں لیکن وہ بھی کھڑے رہتے ہیں اور ایک ایسا آدمی بھی کھڑا رہتا ہے جس کا دل عبادت میں رہتا ہے جو ہمیشہ خدا کی محبت کی تلاش میں رہتا ہے۔ان دونوں کا ظاہر ایک ہی ہے،ایک جیسا ہی وقت ہے لیکن واقعۃً ان کی عبادت کی کیا کیفیت ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سمجھ نہیں سکتا لیکن دنیا کے اندازوں کے مطابق ہم یہ ضرور جانتے ہیں کہ بعض لوگ اس قسم

کے ہوں گے اور بعض لوگ اس قسم کے ہوں گے۔ کچھ ایسے بھی ہوں گے جو کھڑے رہتے ہیں۔ ان کو تکلیف محسوس ہوتی ہے بار بار دل اکتا جاتا ہے، تھکاوٹ محسوس کرتے ہیں، محنت کرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں کہ ہم کھڑے رہیں اور خدا کو یاد کریں لیکن دوسرے تصورات، دوسرے خیالات، فکریں، آرزوئیں ان کا دامن تھامتی ہیں اور دعا کرتے کرتے ان کی توجہ بکھر کر ادھر ادھر چلی جاتی ہے اور خدا سے ہٹ جاتی ہے۔ کچھ ایسے ہیں جن کی عبادت کا اکثر حصہ اسی کیفیت میں گزرتا ہے۔ کچھ ایسے ہیں جن کی عبادت کا نسبتاً کم حصہ اس کیفیت میں گزرتا ہے۔ کچھ ایسے ہیں جن کی عبادت پر خدا کی یاد کا، خدا کی محبت کا غلبہ رہتا ہے۔ کچھ ایسے ہیں جن کی عبادت پر دنیا کی محبتوں کا غلبہ رہتا ہے اور خدا کی محبت کی جھلکیاں کہیں کہیں ان کی دکھائی دیتی ہیں۔

تو یہ فرق ہے امین اور غیر امین میں جو خدا کی طرف سے اس کی عبادت کا امین ہو وہ تمام تر توجہات کو خدا کی راہ میں خرچ کر رہا ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں اس کی Output بہت زیادہ ہوتی ہے۔ بنسبت ایسے شخص کے یعنی Input گو برابر ہوگی لیکن Output زیادہ ہوتی ہے۔ Input سے مراد ہے جو اس نے محنت کی۔ دونوں محنتیں کر رہے ہیں لیکن ایک کی محنت ضائع جارہی ہے چونکہ وہ امین نہیں ہے وہ اچھی قسم کی مشین نہیں ہے اس لئے مقصد پر خرچ کرنے کی بجائے وہ طاقت کو دائیں بائیں خرچ کر رہا ہے اور ایک شخص جو للہ وقف ہے اور خدا کی راہ میں ایسا امین ہے کہ وہ تمام طاقتیں خالصۃً خدا کے لئے خرچ کر رہا ہوتا ہے وہ مقام محمدیت ؐ پر فائز ہے۔ پس ادنیٰ مقام سے لے کر مقام محمدیت تک لاکھوں کروڑوں دیگر مراتب اور منازل ہیں۔ جن میں سے گزرتے رہنے کا نام ہی دراصل سلوک ہے۔ یعنی خدا کی راہ میں قدم بڑھانا۔ کوشش کرتے چلے جانا تو فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا کے ساتھ جب یہ فرمایا: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ تو یہ سبق دیا کہ دنیا میں تم جو محنتیں کرتے ہو ان کا تو تمہیں برابر نتیجہ ملے گا۔ لیکن ہم تمہیں ایک اور سلوک کا اور محنت کا راستہ بتاتے ہیں جہاں اجر لامتناہی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ لامتناہی اجر کا مضمون قرآن کریم میں ہمیشہ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ منسلک پایا جاتا ہے۔ دنیا کے کسی قانون کے متعلق خدا تعالیٰ نے غیر ممنون اجر کا کوئی ذکر نہیں فرمایا۔ پس اس پہلو سے جماعت احمدیہ کو اپنی محنتوں کو زیادہ سے زیادہ ان راہوں میں

استعمال کرنا چاہئے جو راہیں لامتناہی اجر کی طرف لے کر جاتی ہیں اور ان محنتوں پر نگران رہنا چاہئے کہ جن مقاصد کی خاطر ہم کام کر رہے ہیں۔ ہمارا وقت، اور ہماری توانائی انہیں مقاصد پر خرچ ہو رہے ہیں اور ادھر ادھر بکھر نہیں جاتے اور ہمارے نفسانی خیالات اور دل کی بے ایمانیاں ان نیک کوششوں کو ضائع نہیں کر دیتیں۔ یہ وہ فرق ہے جو عبادت اور عبادت میں پیدا ہوتا ہے اور اسی کے نتیجے میں پھر Output کا فیصلہ ہوتا ہے کہ کسی کو کیا ملے گا۔ پس جماعت احمدیہ ایک عارفانہ جماعت ہے یہ کوئی مولویوں کی جماعت نہیں ہے۔ جس نے ظاہری طور پر وضو کی بعض شرطیں ادا کر دیں اور نماز کے لئے کھڑا ہو کر ایک قسم کی مصنوعی سی نماز پڑھ لی جو زبان سے ادا کی جاتی ہے۔ بلکہ جماعت احمدیہ چونکہ عرفان پر مبنی جماعت ہے اس لئے جماعت احمدیہ کی نمازوں میں دل کا شامل ہونا بلکہ مسلسل دل کا عبادت میں شامل رہنا ضروری ہے۔ جہاں آپ دل اُچٹتا دیکھیں گے وہیں سمجھ لیں کہ عبادت میں کچھ خیانت ہوگئی ہے اور وہاں پھر استغفار کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔

اور اس کا فیصلہ کیسے ہو کہ ہم عبادت میں امانت کا حق ادا کرنے والے ہیں یا اس پہلو سے کوتاہیاں ہو رہی ہیں۔ اس کا ایک آسان گُر خدا تعالیٰ نے انہیں آیات کریمہ میں آخر پر فَارۡغَبۡ کے لفظ سے بتا دیا کہ وہ عبادت جس میں تم لذت محسوس کرنے لگو گے یقین کرو کہ وہ عبادت درست تھی اور اس عبادت میں تم نے اپنی محنت کو ضائع نہیں کیا اور صحیح رستے پر خرچ کیا۔ جو عبادت جس حد تک لذت سے محروم رہتی ہے اس میں رغبت کا پہلو پیدا نہیں ہوتا، اسی حد تک تم نے امانت کا حق ادا نہیں کیا۔ پس آنحضرت ﷺ کو چونکہ امین مقرر فرمایا گیا تھا اور تمام امانت داروں سے بڑھ کر آپؐ امین تھے اس لئے آپؐ کی عبادت کا لازمی نتیجہ یہ نکالا ہے فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ﴿۸﴾ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ خدا کی طرف آپ کے مائل ہونے کا نام ہی رغبت ہے اور کوئی مضمون بیچ میں پیدا ہی نہیں ہوتا۔ جب بھی آپ کھڑے ہوں گے رغبت کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ جب بھی عبادت کریں گے رغبت کے ساتھ کریں گے۔ پس رغبت کے ساتھ عبادت اس لئے ضروری ہے کہ فَانۡصَبۡ کا نتیجہ یہ ہے ورنہ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا کا مضمون نہیں بنتا۔

عُسر کے بعد یُسر نصیب ہونا چاہئے اگر عبادت کی سختیاں انسان جھیلتا ہے اور لذت

سے محروم رہتا ہے تو پھر سختیاں ہی حصے میں آئیں گے اور لذت سے محرومی بتاتی ہے کہ یُسر کی کوئی منزل اس کو نصیب نہیں ہوئی۔ پس شروع میں جب آپ اس مضمون کو پڑھتے ہیں فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۞ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا تو عبادت کا مضمون بھی خوب واضح ہو جاتا ہے اور ہر انسان کو اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کی پہچان کا ایک ذریعہ عطا فرما دیتا ہے۔ اپنے مقام اور مرتبے کی پہچان کا اور یہ وہ ایسا راز ہے جو خدا اور بندے کے درمیان رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کس کی عبادت کس حد تک مقبول ہے۔ کس حد تک کسی بندے کو رغبت نصیب ہوئی یا وہ بندہ جانتا ہے اگر وہ جاننا چاہے۔ لیکن بدنصیبی یہ ہے کہ اکثر انسان ایک غفلت کی حالت میں زندگی گزار دیتے ہیں اور اگر وہ جاننا چاہیں بھی تو اس لئے جاننا نصیب نہیں ہوتا کہ ان کی آنکھوں پر غفلت کے پردے ہوتے ہیں اور نہیں پتہ کہ کیسے جانا جاسکتا ہے۔ اس لئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس عبادت میں سے گزر کر جب ہم واپس آتے ہیں تو ہم پہلے سے بہتر بن چکے ہوتے ہیں۔ لیکن اس بات کی پہچان کے اور بھی پہلو ہیں کہ عبادت نے ان میں کوئی فرق ڈالا یا نہیں ڈالا۔

جب میں یوگنڈا سفر پر تھا وہاں میں نے عیسائیوں اور مسلمانوں کے ایک مشترکہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان کے سامنے اس بات کو کھولا تو بہت سے وہاں کے جو معززین تھے انہوں نے بعد میں اس بات میں بہت ہی گہری دلچسپی لی۔ موقعہ یہ تھا کہ ہم وہاں ایک مسجد کے افتتاح کے لئے اکٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ جب بھی کوئی عبادت کرنے والا مسجد جاتا ہے یا گرجے جاتا ہے یا جو بھی اس کے عبادت گھر کا نام ہے وہاں جاتا ہے تو جس حالت میں جاتا ہے اگر ویسا ہی واپس آجاتا ہے تو پھر اس کا آنا جانا محض ایک وقت کا ضیاع ہے۔ ایک حرکت ہے جس کا نتیجہ کوئی نہیں۔ اگر آپ کسی کپڑے کو کسی رنگ میں بھگوئیں اور باہر نکالیں تو وہ سارا رنگ پیچھے چھوڑ آئے تو ایسے کپڑے کو رنگ دینا بالکل ایک مسخرانہ بات ہوگی۔ جو کپڑا رنگ قبول ہی نہیں کرتا اس غریب کو بار بار غوطے دینے کا فائدہ کیا؟ اس لئے رنگ کے فن کے جو بھی واقف ہوتے ہیں وہ کپڑے کو پہلے تھوڑا سا بھگو کے دیکھتے ہیں اگر وہ رنگ کو قبول نہ کرے تو پھر یہ توجہ کرتے ہیں کہ کیوں رنگ کو قبول نہیں کر رہا۔ پھر ان داغوں کو دور کرتے ہیں ان کو بعض ایسے تیزابوں سے گزارتے ہیں جن کے نتیجے میں وہ رنگ کو قبول نہ کرنے والی جو بعض بدیاں یا بعض دھبے ان پر پیدا ہو چکے ہوتے ہیں ان کو وہ کاٹتے

ہیں اور صاف کر کے پھر جب ڈبوتے ہیں تو وہ رنگ قبول کر لیتا ہے۔ تو ہر شخص جو عبادت کے لئے کہیں جاتا ہے وہ جب واپس آتا ہے تو اس میں کچھ تبدیلی ہونی چاہئے۔ یعنی جب وہ خدا سے ملاقات کر کے آئے واپس آکے ویسے کا ویسا رہے تو یہ عجیب سی بات ہے۔ کم سے کم اتنا ہی کرے کہ جب ملاقات کر کے آئے تو محسوس کرے کہ میں کسی بڑے گھر سے واپس آیا ہوں اور کچھ دیر اپنی عادات میں کچھ پاک تبدیلیاں پیدا کرے۔ جب کسی کو کوئی منصب نصیب ہوتا ہے تو اس کے اردگرد کے لوگ بھی اس ذمہ داری کو محسوس کرنے لگ جاتے ہیں کچھ فرق محسوس کرتے ہیں۔

پس عبادت کا ایک عام نتیجہ نکلتا رہنا چاہئے کہ عبادت کرنے والا زیادہ سے زیادہ خدائی رنگ اختیار کرتا چلا جائے اور یہ شعور اس میں پیدا ہوتا چلا جائے کہ چونکہ میں عبادت کرنے والا ہوں اس لئے عام انسانوں سے بڑھ کر مجھ پر ذمہ داریاں ہیں۔ عام انسانوں سے بڑھ کر مجھے باوقار ہونا چاہئے اور میری عادات اور خصلتوں میں کچھ خدا کے رنگ چڑھنے چاہئیں اگر وہ رنگ نہیں چڑھتے۔ اگر وہ بنی نوع انسان سے جیسے پہلے بدسلوکی کیا کرتا تھا ویسے ہی بدسلوکی کرتا چلا جاتا ہے۔ اگر وہ ویسے ہی لوگوں کے اموال کھاتا ہے، اگر ویسے ہی وہ غریبوں پر ظلم کرتا ہے، اگر ویسے ہی بددیانتی سے پیش آتا ہے، ویسے ہی ترش روئی سے پیش آتا ہے، اپنے اہل وعیال کے حقوق ادا نہیں کرتا، ان سے نرمی کا سلوک نہیں کرتا یا بیوی ہے تو اپنے خاوند کے حقوق ادا نہیں کرتی، بچوں کے ساتھ حسن خلق کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا، رشتے داروں کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے، بدمعاملگی کی جاتی ہے۔ یعنی یہ سارے معاملات اور اس قسم کے بہت سے ہیں جن میں روزانہ سچی عبادت کے نتیجے میں کچھ نہ کچھ فرق ہونا چاہئے۔ یہ ناممکن ہے کہ عبادت سچی ہو اور ان تمام امور میں جن کا میں نے ذکر کیا ہے بلکہ انسانی زندگی کے ہر شعبے میں کوئی نہ کوئی پاک تبدیلی نہ پیدا ہونی شروع ہو جائے۔ پس جب نہیں ہوتی تو آپ کے دل میں سوال اٹھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا تھا کہ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا عُسر کے بعد یُسر نصیب ہوا کرتا ہے۔ میرے حصے میں تو صرف عُسر ہی آرہا ہے۔ میں تو پانچ وقت وضو کرتا ہوں، محنت کرتا ہوں، مسجد کے چکر لگاتا ہوں یا گھر میں ٹکریں مارتا ہوں اور کچھ تکلیف اٹھاتا ہوں مگر وہ یُسر کہاں چلا گیا جس کو خدا رغبت فرماتا ہے مجھے تو وہ نصیب نہیں ہوئی اور میرے اندر وہ تبدیلیاں پیدا نہیں ہوئیں جن کے نتیجہ میں خلق خدا سمجھے کہ یہ خدا والا انسان ہے۔ اس سے روزمرہ ہر شخص اپنی اپنی

توفیق اور حیثیت کے مطابق اپنی عبادت کی قدر پہچان سکتا ہے لیکن کتنے ہیں جو ایسا کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ میں چونکہ آج کل میں عبادت کے مضمون پر زور دے رہا ہوں اور بار بار سمجھا رہا ہوں کہ جب تک ہم عبادت پر قائم نسلیں پیچھے نہیں چھوڑیں گے ہم اپنے حق کو ادا کرنے والے نہیں ہوں گے اس لئے اس مضمون کی طرف میں خصوصیت سے توجہ دلا رہا ہوں۔

پہلا کام تو وہ تھا جس کے متعلق مجالس خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنات نے محنت شروع کر دی ہے اور میں بہت خوش ہوں کہ ساری دنیا سے کثرت سے ایسی رپورٹیں آرہی ہیں کہ مختلف ممالک کے صدران لجنہ، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اپنے اپنے دائرے میں منصوبے بنا رہے ہیں لٹریچر تیار کر رہے ہیں، آڈیو ویڈیو سے مدد لے رہے ہیں، گھر گھر بچوں تک پہنچ کر ان کے جائزے لئے جا رہے ہیں اور جہاں ان باتوں سے بڑے محروم ہیں ان کے جائزے لئے جا رہے ہیں۔ ساری جماعت میں بیداری کا آغاز ہو چکا ہے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ ساری جماعت بیدار ہو چکی ہے کیونکہ بیداری ہوتے ہوتے بھی وقت لگا کرتے ہیں۔ جب پہلے شفق کی پو پھوٹتی ہے تو کون سی سب دنیا ایک دم اٹھ جایا کرتی ہے۔ کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو پھر نو، دس بجے ہی اٹھتے ہیں اور بعض بے چارے تو گیارہ، بارہ بجے تک پڑے رہتے ہیں سورج سر پر چڑھ آتا ہے اور وہ اپنی غفلتوں میں پڑے رہتے ہیں۔ تو ایسے بھی ہوں گے لیکن جب عموماً بیداری شروع ہو جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ صبح ہوگئی ہے تو میں اس صبح کے آثار دیکھ رہا ہوں جو ہر طرف خدا تعالیٰ کے فضل سے پھیلتی چلی جارہی ہے اور جماعت احمدیہ میں تنظیمی لحاظ سے یہ احساس بیدار ہو رہا ہے کہ ہمارے مقاصد میں اول مقصد عبادت گزار بندے پیدا کرنا ہے اور اس پہلو سے جو لوازمات ہیں ان کی طرف ہمیں توجہ کرنی چاہئے۔ نماز کے آداب سکھانے چاہئیں، نماز کی عبارت یاد کروانی چاہئے۔ اس کے معانی سمجھانے چاہئیں چنانچہ اللہ کے فضل سے اس طرف سے کوششیں شروع ہیں۔ لیکن ایک حصہ وہ بھی ہے جو عبادت پر قائم ہے اور باقیوں کے مقابل پر بالعموم جماعت احمدیہ کو ایک عددی اکثریت حاصل ہے یا تناسبی اکثریت حاصل ہے۔ نسبت کے لحاظ سے جماعت احمدیہ میں خدا کے فضل سے زیادہ نماز پڑھنے والے ہیں لیکن وہ جو نماز پڑھنے والے ہیں ان کو کیسی نماز پڑھنی چاہئے یہ بھی تو ہمیں سمجھانا چاہئے۔ اس کے بعد کے جو وسیع مراتب ہیں اور بڑے بڑے مقامات ہیں وہ تو بعد میں آئیں گے لیکن اس سمت میں درست

حرکت ہونا ضروری ہے۔ پس ان دو پہلوؤں سے اپنی نمازوں کو جانچیں اور یہ دونوں پہلو خدا تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں اور کھول کر بیان فرمائے ہیں۔

آپ کی نماز ایک محنت ہے۔ اس محنت کے نتیجے میں آپ کو یُسر نصیب ہونا چاہئے اور یُسر انسانی اخلاق کا یسر بھی ہے۔ آپ کے اندر جو تیزی اور ترشی پائی جاتی ہے وہ عُسر ہے۔ اس کے مقابل پر جب اخلاق درست ہو جائیں اور مزاج کا میزان درست ہو جائے۔ مزاج اعتدال پر آ جائے تو آپ خود محسوس کریں گے کہ آپ پہلے کی نسبت زیادہ ہلکے پھلکے وجود بن گئے ہیں تو عام پہچان عبادت کی مقبولیت کی یہ ہے کہ آپ کے اندر ایسی پاک اخلاقی تبدیلیاں پیدا ہوں کہ آپ زیادہ اعلیٰ درجے کے انسان بننا شروع ہو جائیں اور اس پاک تبدیلی کو اپنی ذات میں محسوس کرنے لگیں اگر ایسا نہیں کریں گے تو آپ کی عبادت صرف محنت ہے اور اس کا پھل آپ کو نصیب نہیں ہو رہا۔ دوسرا یہ کہ عبادت میں اگر پہلے لذت نہیں تو لذت کی کچھ جھلکیاں آنی شروع ہو جائیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے عبادت کے ایک حصے کا حق ادا کیا۔ یاد رکھیں کہ اگر آپ امین ہیں تو خدا سب سے بڑھ کر امین ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ آپ خدا کی خاطر عُسر اختیار کریں اور امانت کا حق ادا کر رہے ہوں۔ جتنی محنت کر رہے ہیں خدا کی خاطر اس کی جانب کر رہے ہوں اخلاص کے ساتھ اس کی طرف رخ کرتے ہوئے کر رہے ہوں اور آپ کو یُسر نصیب نہ ہو آپ کو آسانی بھی نہ ملے، یہ ناممکن ہے۔ وہی خدا جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا خدا تھا وہی آپ کا خدا ہے جس نے ان کی عبادت کے متعلق فرمایا۔ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ﴿۸﴾ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ تو جب خدا کی راہ میں کھڑا ہوگا تو ہمیشہ رغبت پائے گا۔ ایک لمحہ بھی تجھے ایسا نصیب نہیں ہوگا کہ جو رغبت سے عاری ہو۔

پس اسی خدا نے آپ سے بھی سلوک فرمانا ہے اس لئے اپنی رغبتوں کو کسوٹی بنالیں یہ جانچنے کی کہ کس حد تک آپ خدا کی عبادت کے حق ادا کر رہے ہیں۔ اس پہلو سے پھر آئندہ نسلوں کو بھی سمجھانا شروع کریں اپنے گردو پیش کو سمجھانا شروع کریں اور اگر کچھ پیش نہ جائے، کچھ سمجھ نہ آئے تو اس کا جیسا کہ میں نے علاج بتایا تھا وہ بھی لفظ رغبت میں رکھا گیا ہے۔ دل کو ٹٹولیں آپ کے اندر محبت کی کمی ہے۔ محبت کے بغیر رغبت نصیب نہیں ہوسکتی۔ جو شخص اپنے دنیاوی محبوب سے ملنے کیلئے محنت کرتا ہے اس کے لئے یہ دقت کہ آج سردی کی کڑی رات ہے یا گرمی کی کڑی رات ہے، یہ محبوب

سے ملنے کی لذت میں کمی نہیں پیدا کر سکتی۔ یہ دقتیں اپنی جگہ ہوں گی لیکن جس کو سچا پیار ہوگا اس کو اپنے محبوب سے چاہے وہ گرمی کی تپش میں ملاقات ہو یا سردی کی انتہاء میں ملاقات ہو، لازماً لذت ملے گی اور اس کے لئے پھر لوگ بڑی بڑی محنتیں بھی کرتے ہیں۔ راتیں جاگ کر گزارتے ہیں، کئی جو صبح دیر سے اٹھنے والے ہیں ایسے بھی ہیں جو عبادت کی بجائے دنیاوی محبوبوں کے لئے جاگ کے راتیں گزار رہے ہوتے ہیں، صبح پھر وقت پہ اٹھا نہیں جاتا لیکن لذت تو ملتی ہے۔ کم سے کم وہ امین ہیں، دنیاوی محبتوں کے ضرور امین ہیں تو آپ خدا کی محبتوں کے امین بنے بغیر کیسے لذت حاصل کرلیں گے۔

پس وہ امانت کا حق یہی ہے کہ آپ اس سے پیار کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں اور اگر نہیں ہے تو فکر کریں اور وہ رستے تلاش کریں جن سے خدا تعالیٰ کا پیار پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے اس مضمون پر روشنی ڈال چکا ہوں، صرف بیداری اور شعور کی ضرورت ہے۔ چاروں طرف سے خدا کی رحمتوں نے آپ کو گھیرا ہوا ہے، کوئی لمحہ ایسا نہیں جب آپ خدا کی رحمتوں کے نزول سے عاری ہوں، صرف احساس اور شعور ہے۔ یہ پیدا ہونا شروع ہو جائے تو پیار کا احساس بھی بڑھتا چلا جائے گا اور جب محبت پیدا ہو جائے تو پھر خشک نصیحتوں کی ضرورت باقی نہیں رہا کرتی۔ پھر ایک طبعی نتیجے کے طور پر آپ کی عبادتوں میں سرور پیدا ہو جائے گا۔ آپ کے ذکر الٰہی میں ایک گرمی پیدا ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو عبادت کے مناسب حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا:

آج جمعہ کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز بھی ادا کریں گے کیونکہ میں نے بعد میں ایک جگہ سفر پر جانا ہے۔